

فقہی قاعدہ "عدم ازالہ یقین بر بنائے شک" کی اساس و تطبیقات کا علمی اور عملی جائزہ

An Analytical Study of the Foundations and Applications of The Juristic Maxim "Certainty is not Faded through Doubt."

تویر حسینⁱ پروفیسر ڈاکٹر مشتاق احمدⁱⁱ

Abstract

It is observed that foundations of mundane knowledge and skills are based on certain rules and regulations that are fundamentals for appropriate comprehension of the relevant knowledge domain. All those who are well versed in these rule and regulation have made the understanding of these subjects easier to follow for the masses. Subsequently students and learners have found it easier to comprehend the intricacies and do not digress from the essence. In the same vain scholars of Islam have found support and guidance from rules enshrined in the holy Quran, Sunnah, in the saying of Companions of Holy Prophet (SAW), Successors and Muslim Jurists. This knowledge has enabled the Islamic Jurists to address the queries of audience effectively and adequately and thus have provided them appropriate guidance. Legal Maxim indicates towards the juristic value and thereafter this value includes all the issues falling under it. For instance, the legal maxim is: Certitude is not faded by suspicion. The juristic value proved by this principle applies to all such problems in which certitude and suspicion are in conflict with each other. As against this, the juristic theory does not carry any legal maxim. For example, theory of ownership, theory of repeal, theory of annulment etc.

Key Words: Juristic Theory, Certitude, Legal Maxim, Islamic Jurists

تعارف

اسلام ایک دائمی وابدی دین ہے، نزول قرآن اور ورود حدیث کے مبارک زمانے سے لے کر قیامت تک تمام پیش آنے والے مسائل کا حل اس میں موجود ہے، اسلام سے قبل بھی قانون کے مختلف گوشوں کو اجاگر کرنے کے لئے قواعد و ضوابط اور اصول و نکات کا سہارا لیا جاتا رہا ہے۔ یہ قواعد و ضوابط زیادہ تر مروجہ قواعدی دستور اور عرف و رواج کی روشنی میں تشکیل پایا کرتے تھے۔ ان میں رومی، یونانی اور لاطینی قواعد قانونیہ زیادہ مشہور ہیں اور جن کو Dr Herbert Broom (متوفی 1882ء) نے "Broom's Legal Maxims" نامی کتاب میں جمع کیا ہے۔

i بی ایچ ڈی سکالر، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، حیات آباد، پشاور

ii ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

اسلامی فقہی فکر اس بات سے نا آشنا نہیں تھی کہ دینی احکام میں آسانی کیلئے رفع دقت و مشقت اور ازالہ ضرر کو کیسے ممکن بنایا جاسکتا ہے۔ تب فقہاء نے اس مقصد کے لئے نصوص کی اساس پر وہ قواعد و ضوابط تشکیل دیے جو آج ہمیں امام ابو یزید عبد اللہ دبو سی^(متوفی 430ھ) کی "تاسیس النظر"، ابو الحسن عبید اللہ کرخی^(متوفی 340ھ) کی "الاصول"، امام ابو بکر محمد سرخسی^(متوفی 483ھ) کی "الاصول فی الاصول"، امام زین الدین ابن نجیم^(متوفی 970ھ) کی "الاشباہ والنظائر" اور دیگر کتب اصول میں ملتی ہیں اور جن کی اساس پر فقہی احکام کی پیش رفت کو ممکن بنایا گیا ہے۔

انہیں قواعد میں سے ایک قاعدہ "الیقین لایزول بالشک" بھی ہے جس کا سادہ مطلب یہ ہے کہ یقین کوئی ایسا طاقت ور، مضبوط اور قوی عمل ہے جس کی تاثیر اور دائرہ کار سے شک اور اس جیسے کمزور امور کے بل بوتے پر صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔ اس قاعدہ کی تکوین میں یہ امر سامنے رکھا گیا ہے کہ فقہ اسلامی میں اگر شک محض یا تردد محض یا ظن محض کو اثبات اور نفی میں مؤثر مانا جائے تو فقہ اسلامی اپنے ہدف کو کما حقہ حاصل نہیں کر سکے گی۔ یہاں یہ واضح رہے کہ اسلام کے فوجداری قانون میں جب کہا جاتا ہے کہ شک کی بنیاد پر سزا ساقط ہوتی ہے یا شبہ کی بنیاد پر حد کو ساقط کیا جاتا ہے تو یہ اس وقت ہوتا ہے جب شک کے مقابلے میں یقین قطعی موجود نہ ہو، اور عدالت اور قاضی کچھ یقین اور کچھ شک کی دو متضاد کیفیات میں سے شک کی طرف میلان و جھکاؤ رکھتے ہوں تب سزا ساقط ہو جاتی ہے، مزید برآں یہ بات بھی واضح رہے کہ شک جہاں فوجداری مقدمات میں قصاص کو ساقط کرنے کا باعث بنتا ہے وہیں دیت کو شک کی بنیاد پر ساقط نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح حدود شکوک کی بنیاد پر اگرچہ ساقط ہوتی ہیں مگر عدالتی تعزیرات کا نفاذ شک کی بنیاد پر نہیں روکا جاسکتا۔

قاعدہ بروئے لغت

قاعدہ لغت میں اس شے کو کہتے ہیں جس پر کوئی چیز ثابت اور برقرار رہے "القاعدة ما یقعد علیہ الشیء ای یستقر ویثبت" ¹ یعنی اساس اور بنیاد کو قاعدہ کہتے ہیں "والقاعدة أصلُ الأسس والقواعدُ الأساس" ² اسی وجہ سے گھر کی بنیادوں کو قواعد کہتے ہیں "قواعد البيت أساسه" کجائے کی مضبوطی کے لئے اس کے نیچے لگائی جانے والی لکڑیوں کو بھی قواعد کہتے ہیں، کیونکہ وہ کجائے کے لئے بمنزلہ بنیاد کے ہوتی ہیں۔ "وقواعد الهودج : خشبات أربع (معترضہ " ⁴

قرآن کریم میں بھی لفظ "قواعد" بنیاد کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَأَتَى اللَّهَ بُنْيَانُهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ ⁵

"سواللہ تعالیٰ نے ان کا بنانا یا گھر جڑ بنیاد سے ڈھایا۔"

قاعدہ بروئے اصطلاح

قاعدہ کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں، جن میں سے دو مشہور تعریفیں مندرجہ ذیل ہیں:

وفي اصطلاح الفقهاء هو الحكم الكلي أو الأكثري الذي يراد به معرفة حكم الجزئيات ⁶

"فقہاء کرام کی اصطلاح میں قاعدہ سے مراد وہ حکم کلی یا اکثری ہے جس سے مقصود جزئیات کا حکم معلوم کرنا ہو۔"

اصول فقہیہ کلیہ فی نصوص موجزۃ دستوریۃ تتضمن احکاما تشریعیۃ عامۃ فی الحوادث النی تدخل تحت موضوعاتها⁷

"قواعد کلیہ سے مراد وہ کلی فقہی اصول اور ضوابط ہیں جنہیں مختصر قانونی زبان میں مرتب کیا گیا ہو، اور جن میں ایسے عمومی شرعی احکام کا بیان ہو جو احکام اس موضوع کے تحت آنے والے حوادث اور واقعات کے بارے میں ہوں۔"

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے اس مقام پر ایک اہم نکتہ ذکر کیا ہے کہ قواعد فقہ کے علاوہ دیگر علوم و فنون کے قواعد کلیہ ہو سکتے ہیں، لیکن فقہ کے قواعد، کلی نہیں، بلکہ اغلبی ہوتے ہیں، آپ لکھتے ہیں:

"اصطلاحی اعتبار سے فقہی اور قانونی قاعدہ دوسرے علوم و فنون سے ذرا مختلف مفہوم رکھتا ہے۔ دوسرے علوم مثلاً نحو، طبیعیات، ریاضی وغیرہ میں قاعدہ سے مراد ایسا حکم یا اصول ہے جو اپنی تمام جزئیات پر منطبق ہوتا ہو، یعنی اس کا اطلاق اس کے ذیل میں آنے والی تمام فروغی صورتوں پر ہوتا ہو، مثلاً نحو کا قاعدہ ہے کہ فاعل مرفوع ہوتا ہے، مفعول منصوب ہوتا ہے۔ اب یہ دونوں قواعد ہر قسم کے فاعل اور ہر قسم کے مفعول کو حاوی ہیں اور سب پر ان کا اطلاق یکساں طور پر ہوتا ہے۔ کوئی مفعول یا فاعل ایسا نہیں ہے جو ان قواعد کے اطلاق سے باہر ہو۔ یا مثلاً طبیعیات اور منطق کے قواعد ہیں کہ وہ ہر حال میں اپنی ذیلی شکلوں پر منطبق ہوتے ہیں۔ فقہی قواعد کا معاملہ ان سے ذرا مختلف ہے، ایک فقہی قاعدہ کا اطلاق اس کے ذیل میں آسکنے والے تمام حالات و مسائل پر نہیں ہوتا، بلکہ اس کی صرف بیشتر صورتوں پر ہوتا ہے اور بہت سی صورتیں بہر حال ایسی ہوتی ہیں جو اس قاعدہ کے اطلاق سے باہر رہتی ہیں۔"⁸

زیر بحث قاعدہ کی توضیح

اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ جو حکم یا معاملہ یقینی ہو، اسے شکوک و شبہات کی بنیاد پر ترک نہیں کیا جائے گا کیونکہ یقین کا درجہ اور قوت شک کے مقابلے میں زیادہ ہے اور بلاشبہ قوی کے مقابلے میں ضعیف کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، جیسے؛ پانی میں اصل طہارت ہے چاہے نہر کا پانی ہو، دریا، سمندر یا کسی چشمے کا لہذا کسی بھی شک کی بنیاد پر اس پانی کو نجس نہیں کہا جاسکتا۔ یا اسی طرح کلام میں اصل یہ ہے کہ اسے حقیقی معنوں پر محمول کیا جائے کوئی مجازی و کنائی معانی مراد نہ لئے جائیں بہر کیف یقینی صورت حال کو شکوک و شبہات کی وجہ سے ترک نہیں کیا جاسکتا۔

مذکورہ قاعدے کا ثبوت آیات قرآنیہ سے

یہ واضح رہے کہ قرآن مجید شک کے ازالہ کے لئے یقین و طمانیت کو ضروری قرار دیتا ہے، اور شک کے مقابلے میں یقین کو ترجیح دیتا ہے مثلاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي يَخْلُقُ مَا تَشَاءُونَ وَيَخْتَارُ ۚ إِنَّ رَبَّكُمُ الْأَعْلَى ۚ

"اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ تم پر وہ چیز آجائے جس کا آنا یقینی ہے۔"

اس کے مقابلے میں قرآن مجید شک اور ظن و تخمین کی بنیاد پر رائے قائم کرنے کو مذموم قرار دیتا ہے اور ارشادِ باری ہے:

وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ ظَنُّوا إِلَّا ظَنٌّ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا¹⁰

"حالانکہ انہیں اس بات کا ذرا بھی علم نہیں ہے، وہ محض وہم و گمان کے پیچھے چل رہے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ وہم و گمان حق کے معاملے میں بالکل کارآمد نہیں۔"

وما يتبع اکثرهم الا ظنا ان الظن لا يغني من الحق شيئا¹¹

"حقیقت یہ ہے کہ مشرکین میں سے اکثر لوگ کسی اور چیز کے نہیں، صرف وہی اندازے کے پیچھے چلتے ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ حق کے مقابلے میں وہی اندازہ کچھ بھی کام نہیں دے سکتا۔"

وار ثابت قلوبهم فهم في ريبهم يترددون¹²

"اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ اپنے شک کی وجہ سے ڈانواؤں میں ہیں۔"

یہاں پر اگر دیکھا جائے تو حق اور ظن کو آمنے سامنے لایا گیا ہے یہ وہی موازنہ ہے جو یقین اور شک کے درمیان پایا جاتا ہے یہ الفاظ آپس میں باہم مترادف ہیں کہ از روئے لغت حق یقین کا اور ظن شک کا ہم معنی ہے:

الزانية والزاني فاحلداوا كل واحد منهما مائة جلد¹³

"زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد کو سو سو کوڑے لگاؤ۔"

والذين يرمون المحصنات ثم لم ياتوا باربعة شهداء فاحلدهم ثمانين جلد¹⁴

"اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں ان کو اسی کوڑے لگاؤ۔"

اس قاعدے "الیقین لا یزول بالشک" کو فقہی اصول کے طور پر پیش کرتے وقت سورۃ نور کی آیت نمبر 2 اور 4 سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے آیت نمبر 2 میں فرمایا گیا ہے کہ زانی مرد اور عورت کو سو کوڑے لگائے جائیں لیکن آیت نمبر 4 واضح کرتی ہے کہ کوڑے تب لگیں گے جب زنا یقینی طور پر ثابت ہو چنانچہ سورۃ نور کی آیت نمبر 4 میں ارشاد باری ہے کہ وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر زنا کا الزام لگاتے ہیں پھر چار گواہ نہیں پیش کر سکتے تو ان کو اسی (80) کوڑے لگائے جائیں اس لئے کہ ایک مسلمان کی اصل خوبی عفت و پاکدامنی ہے اور گناہ کا مادہ عارضی اور غیر اصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی صفت بھی یہی بتائی ہے کہ ایمان والے زنا نہیں کرتے یعنی وہ زنا کے پاس تک نہیں جاتے ہیں لہذا یہ اصل اور یقینی بات محض شک اور الزام سے زائل نہیں ہوگی اسی وجہ سے ان آیات کی روشنی میں یہ اصول "الیقین لا یزول بالشک" مستنبط کیا جاسکتا ہے۔

مذکورہ قاعدے کا ثبوت احادیث نبویہ ﷺ سے

بہت ساری احادیث سے بھی اس قاعدے کا ثبوت ہوتا ہے، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

نبی اکرم ﷺ کا فرمان جس کو امام مسلم نے یوں نقل کیا ہے:

انه شكا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم الرجل الذي يخيل اليه انه يجد الشيء في الصلاة؟ فقال: لا ينفتل -

او لا ينصرف - حتى يسمع صوتا او يجد ريحا¹⁵

"ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ اس کو یہ خیال ہوتا ہے کہ نماز میں کوئی چیز یعنی (ہوا نکلتی ہوئی) معلوم ہوئی،

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا شخص نماز سے نہ نکلے یا نماز سے نہ پھرے جب تک کہ آواز نہ سنے یا بو نہ پائے۔"

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " اذا شك احدكم في صلاته، فلم يدر كم صلى، ثلاثا، ام اربعا، فليطرح الشك، وليبن على ما استيقن، ثم يسجد سجدتين، قبل ان يسلم، فان كان صلى خمسا، شفعن له صلاته، وان كان صلى اثمنا لاربع، كانتا ترغيعا للشيطان ¹⁶

"سیدنا ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو (کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں) اور معلوم نہ ہو سکے کہ تین پڑھی یا چار تو شک کو دور کرے اور جس قدر کا یقین ہو اس کو قائم کرے پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے اب اگر اس نے پانچ رکعتیں پڑھیں تو یہ دو سجدے مل کر چھ رکعتیں ہو جائیں گی اور اگر پوری چار پڑھی ہیں تو ان دونوں سجدوں سے شیطان کے منہ میں خاک پڑ جائے گی۔"

عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " اذا وجد احدكم في بطنه شيئا، فاشكل عليه، اخرج منه شيء، ام لا، فلا يخرج من المسجد، حتى يسمع صوتا، او يجد ريحا ¹⁷

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو اپنے پیٹ میں کچھ گڑبڑ محسوس ہو، پھر اس کو یہ شک ہو کہ پیٹ میں سے ہوا خارج ہوئی یا نہیں تو مسجد سے اس وقت تک نہ نکلے جب تک وہ اواز نہ سن لے یا بو نہ سونگھ لے۔"

یہ قاعدہ برائے راست نص سے مستنبط ہے، کیونکہ یہ قاعدہ حضرت ابو ہریرہؓ کی مرفوع حدیث سے لیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر پیٹ میں کچھ گڑبڑ محسوس ہو، جس سے یہ شک پیدا ہو جائے کہ پیٹ سے کچھ خارج ہوا ہے، تو یہ سوچ کر وہ مسجد سے باہر نہ جائے کہ وضو ٹوٹ چکا ہے، یہاں تک کہ اس کو وضو کے ٹوٹ جانے کا یقین نہ ہو جائے، مثلاً یہ کہ اس کے کانوں نے ریح (ہوا) کی آواز سنی ہو، یا ناک سے بو (smell) محسوس ہوئی ہو، یا کسی اور ذریعے سے اس کو وضو کے ٹوٹ جانے کا یقین ہو جائے اس حدیث سے واضح ہو گیا ہے کہ اگر وضو کے ٹوٹنے کا شک ہو تو سابقہ یقینی طہارت باقی رہے گی، اس کو تجدید وضو کا حکم نہیں دیا جائے گا ان نصوص سے واضح ہے کہ یقینی طور پر ثابت شدہ امر محض شک سے زائل نہیں ہوگا۔ امام ترمذیؒ نے شک اور یقین سے متعلق حضرت حسن بن علیؓ سے حدیث یوں نقل کی ہے:

عن ابی الحوراء السعدی، قال: قلت للحسن بن علی: ما حفظت من رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: حفظت من رسول الله صلى الله عليه وسلم: دع ما يريبك الى ما لا يريبك، فان الصدق طمأنينة، وان الكذب ريب ¹⁸

"ابو حوراء السعدیؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت حسن بن علیؓ سے پوچھا؟ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا چیز یاد کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے آپ ﷺ سے یہ فرمان یاد کیا ہے کہ جو چیز تمہیں شک میں ڈالے اسے چھوڑ دو اور جو چیز شک میں نہ ڈالے والی ہو اسے اختیار کرو بیشک سچائی دل کو مطمئن کرتی ہے اور جھوٹ دل کو بے قرار کرتا ہے اور شک میں مبتلا کرتا ہے۔"

شک اور یقین سے متعلق علامہ شریحؒ کا قول یوں نقل کیا جاتا ہے:

عن شريح، قال: سمعته يقول لرجل: «يا عبد الله، دع ما يريبك الى ما لا يريبك، فوالله لا يدع عبد الله من ذلك شيئا فيجد فقده ¹⁹

"اے اللہ کے بندے! جو چیز تمہیں شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر وہ اختیار کرو جو شک میں ڈالنے والی نہ ہو۔"

تشریح

شک اور یقین دو مختلف حالتیں ہیں یقین سے دل کو اطمینان اور سکون ملتا ہے جبکہ شک سے دل میں تردد اور سو سے پیدا ہوتے ہیں یقین سے ایمان مضبوط ہوتا ہے جبکہ شک سے ایمان میں تزلزل پیدا ہوتا ہے ایک انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر معاملے میں شک کے وسوسوں سے نکل کر یقین کی آسودگی حاصل کرے ورنہ ہر معاملے میں وسوسوں میں گھر کر بے یقینی میں چلا جائے گا جس سے نہ دنیاوی امور میں فیصلہ ہو پائے گا اور نہ ہی دینی معاملات میں تسلی اور دل کو سکون ملے گا۔

مذکورہ قاعدہ قیاس اور عقل کی روشنی میں

علامہ محمد صدیقی البورنو "الوجیز" میں قاعدہ مذکورہ کی عقلی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وهو أن اليقين أقوى من الشك، لأن في اليقين حكما قطعيا جازما فلا ينهدم بالشك
"اليقين شك کے مقابلے میں بڑی قوت رکھتا ہے، کیونکہ یقین ایک حکم قطعی اور حکم جازم ہے، لہذا شکوک کے بنیاد پر یقینی معاملات کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔"

زیر بحث قاعدے سے متعلق چند فقہی نظائر و تفریعات

ومن شك في الحدث فهو على وضوئه، وان كان محدثا فشك في الوضوء فهو على حدثه؛ لان الشك لا يعارض اليقين، وما يقين به لا يرتفع بالشك²⁰

"اگر کسی با وضو شخص کو بے وضو ہونے کا شک ہو تو وہ با وضو ہو گا اسی طرح اگر کسی بے وضو شخص کو با وضو ہونے کا شک ہو تو وہ بے وضو ہو گا کیونکہ شک یقین کو زائل نہیں کر سکتا یقین کو یقین کے ساتھ ہی زائل کیا جاسکتا ہے۔"

اسی ضمن میں امام سرخسی نے امام محمد اشیبائی کا قول نقل کیا ہے:

قال المتوضئ اذا تذكر انه دخل الخلاء لقضاء الحاجة... لان الظاهر انه لا يقوم حتى يتوضا، والبناء على الظاهر

21

امام محمد اشیبائی فرماتے ہیں:

"اگر کوئی شخص قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء میں داخل ہوا ہے، پھر اس کو یہ شک ہو جائے کہ وہ قضاء حاجت کے بغیر بیت الخلاء سے نکلا ہے، یا قضاء حاجت کے بعد بیت الخلاء سے نکلا ہے، اس صورت میں اس پر وضو کرنا لازم ہے، کیونکہ ظاہری حالت یہ بتاتی ہے کہ وہ قضاء حاجت کے بعد بیت الخلاء سے نکلا ہے اسی طرح ایک شخص پانی لے کر وضو کرنے کے لئے بیٹھا ہے، پھر اس کو یہ شک ہوا کہ وہ وضو کے بغیر اٹھ گیا تھا یا وضو کر کے اٹھا تھا، تو وہ با وضو شمار ہو گا کیونکہ ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بغیر وضو کے نہیں اٹھا ہو گا، اور ظاہر پر بنا کی جائے گی۔"²²

وفى شك من النجاسة، والشك لا يعارض اليقين فان كانت الدجاجة محبوسة فسؤها طاهر... كان ياكل لحم الدجاجة²³

امام سرخسیؒ فرماتے ہیں:

"اگر نجاست میں شک ہو تو شک یقین کا مقابلہ نہیں کر سکتا، پس اگر مرغی گھر کے اندر بند ہو تو اس کا جو ٹھاپاک ہے، کیونکہ اس کی چونچ خشک ہڈی ہے جو ناپاک نہیں ہے اور مرغی بذات خود پاک ماکول ہے اسی طرح جو اس کی چونچ سے ٹپکے وہ بھی پاک ہے ابو موسیٰ اشعرؓ سے روایت ہے اس کو امام ترمذیؒ نے شاکل ترمذی میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ مرغی کا گوشت کھاتے تھے۔" 24

وان وجدوا فی البئر فارة او غیرها ولا یدری متى وقعت ولم تنتفخ ولم تنفسخ ... " لان یقین لا یزول بالشک 25

"اگر کسی شخص نے کنویں کے پانی سے وضو کیا اور کنویں میں چوہا یا کچھ اور گرا ہوا پایا، اور یہ معلوم نہ ہو کہ کب گرا تھا جب کہ چوہا ابھی تک پھولا اور پھٹا نہیں ہے تو ایک دن کی نمازیں دہرائیں گے اور اگر پھول یا پھٹ گیا ہے تو تین دن کی نمازیں دہرائیں گے یہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے جبکہ صاحبینؒ کے نزدیک کوئی نماز نہیں دہرائیں گے جب تک پتہ نہ چل جائے کہ چوہا کب گرا تھا کیونکہ پانی کے پاک ہونے کا یقین ہے اور نجس ہونے پر شک ہے اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔" 26

"لو شک فی طلوع الفجر فالافضل له ان لا یتسحر فان تسحر مع الشک لم یفسد صومه ... واحب الینا ان یقضی، ثم قال: کذا ذکر فی کتاب الصوم" 27

"اگر روزہ دار کو طلوع فجر میں شک ہو تو افضل یہ ہے کہ وہ سحری کھانا چھوڑ دے لیکن اگر باوجود شک کے سحری کھاتا رہا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور نہ ہی قضا لازم آئے گی اس لئے کہ رات یقین ہے اور دن میں شک ہے اور شک یقین کو زائل نہیں کر سکتا۔"

"اذا کان الخارج قیحا او صدیدا ینقض سواء کان مع وجع او بدونه؛ لانما لا یخرجان الا ... فان الشک والاحتمال فی کونه ناقضا لا یوجب الحکم بالنقض اذ یقین لا یزول بالشک" 28

"اگر کسی انسان کی آنکھ سے پیپ وغیرہ نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر آنکھوں میں بیماری کی وجہ سے آنسو بہتے ہوں تو وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن ہر نماز کے لئے احتیاطاً وضو کرنا ہو گا کیونکہ وضو کے ٹوٹنے میں شک ہے اور شک کی بنا پر حکم نہیں لگایا جائے گا کیونکہ شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہو گا۔"

قال ومن استیقن بالتیمم فهو علی تیممه حتی یستیقن بالحدث او بوجود الماء... ان یقین لا یزول بالشک" 29

"اگر کسی شخص کو اپنے تیمم کا یقین ہو تو وہ اس وقت تک تیمم رہے گا جب تک کہ اس کو تیمم کے ٹوٹنے کا یا پانی کے وجود کا یقین حاصل نہ ہو جائے اس اصول کی بنا پر کہ شک یقین کو زائل نہیں کر سکتا۔"

"ولو وقعت الجلیفة فی وسط الحوض ... فلا نحکم بنجاسته بالشک علی الاصل المعهود ان یقین لا یزول بالشک" 30

امام کاسانیؒ فرماتے ہیں:

"اگر کوئی مردار پانی میں گر جائے تو دوسری جانب سے وضو کیا جاسکتا ہے جب کہ حوض کا ایک کنارہ دوسرے کنارے سے اتنا دور ہو کہ مردار کا اثر نہ پہنچتا ہو کیونکہ دوسرے کنارے پر نجاست کا پہنچنا یقینی نہیں ہے، لہذا پانی پاک رہے گا بصورت دیگر وضو نہیں کیا جاسکتا اسی طرح غیر مرئی نجاست گرنے کی صورت میں بھی دوسری جگہ سے وضو کیا جاسکتا ہے لہذا شک کی وجہ سے دوسری جگہ کے پانی پر نجس ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا کیونکہ شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا۔"

اعلم ان البئر تنجس من وقت وقوع الحيوان الذی وجد ميتا ... لان الطهارة لا تبطل بالشک 31

ولو اختلف الامام والقوم، فلو الامام على يقين لم يعد، والا اعاد بقولهم³²

علامہ علاؤ الدین حصکفیؒ اپنی کتاب "در مختار" میں اسی اصول کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"اگر معلوم ہو کہ کنویں میں جانور کب گرا تھا تو پانی اس وقت سے ناپاک شمار ہوگا اور اگر گرنے کا وقت معلوم نہ ہو تو پانی مشکوک ہو جائے گا لہذا اگر اس پانی سے وضو کیا جبکہ وہ پہلے سے با وضو تھے تو پھر نمازوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ پانی شک کی وجہ سے ختم نہیں ہوگی۔"

"اگر امام اور مقتدیوں میں اختلاف ہو گیا تو امام کو اگر یقین ہے کہ نماز مکمل ہو گئی تو اعادہ نہیں ہوگا کیونکہ یقین شک سے ختم نہیں ہوگا۔"

ولو كان في عينيه رمد يسيل دمعها يؤمر بالوضوء لكل وقت لاحتمال كونه صديدا ... اذ اليقين لا يزول بالشك³³

"اگر کسی کو آشوب چشم ہے، آنکھوں میں بیماری کی وجہ سے آنسو بہتے ہیں تو وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن ہر نماز کے لئے احتیاطا نیا وضو کرنا ہوگا کیونکہ وضو کے ٹوٹنے میں شک ہے اور شک کی بنا پر حکم نہیں لگایا جائے گا۔"

وقالا: ليس عليهم اعادة شيء حتى يتحققوا انها متى وقعت... لان اليقين يزول بيقين مثله³⁴

"صاحبین کے نزدیک نمازیوں پر کسی نماز کا دہرانا نہیں ہے جب تک پتہ نہ چل جائے کہ چوہا کب گرا تھا کیونکہ پانی کے پاک ہونے کا یقین ہے اور نجس ہونے پر شک ہے اور یقین کا خاتمہ کسی دوسری یقینی چیز کے ثبوت سے ہوگا، اس لئے کہ یہ ممکن ہے کہ چوہا کنویں میں مر رہا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ مردہ چوہا ہوا کے ذریعے یا کسی اور وجہ سے کنویں میں گر گیا ہو اور وہ پہلے سے پھولا یا پھٹا ہوا ہو لہذا اس امر کا فی صورت میں سارا پانی نجس نہ ہوگا۔"

فان وقع الاختلاف بين المشتري وبين البائع في هذه الصورة بعد ما مضى حين من وقت ... فيكون القول قول المنكر لهذا الوصف، وهو المشتري³⁵

"اگر بائع اور مشتری میں اختلاف ہو جائے جبکہ بیع کو وقت بھی گزر چکا ہو اور مشتری یہ کہے کہ غلام کتابت نہیں کر سکتا اور بائع کہے کہ جب میں نے حوالے کیا تھا تو لکھتا تھا اور آپ کے پاس جا کر بھول گیا تو مشتری کی بات کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ اختلاف ایک عارضی صفت میں ہوا ہے اور اصل یہ ہے کہ کتابت نہ آتی ہو اور اصول یہ ہے کہ جو اصل کا دعویٰ کرے اس کی بات مانی جائے گی جبکہ عارضی صفات کا نہ ہونا اور اصلی صفات کا ہونا اصل ہے لہذا غلام کے کاتب نہ ہونے پر مشتری کی بات مانی جائے گی اور لونڈی کے باکرہ ہونے پر بائع کی بات مانی جائے گی کیونکہ لونڈی میں بکارت اصل ہے اور اصول یہ ہے کہ اصل یا یقین شک سے ختم نہیں ہوگا۔"

"ولو كان بعينه رمد او عمش يسيل منها الدموع قالوا: يؤمر بالوضوء لوقت كل صلاة لاحتمال ان يكون صديدا او قيقا ... اذ اليقين لا يزول بالشك³⁶

اگر آنکھوں میں بیماری کی وجہ سے آنسو بہتے ہوں تو وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن ہر نماز کے لئے احتیاطا نیا وضو کرنا ہوگا کیونکہ وضو کے ٹوٹنے میں شک ہے اور شک کی بنا پر حکم نہیں لگایا جائے گا کیونکہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا

"وفي تلخيص الجامع من باب الاقرار بالعيب لو باعه ثوبا على انه هروي ثم اختلفا في كونه هرويا فالقول للبايع ... انه كاتب فقبل فالقول للمشتري لان الاختلاف فيه في المقبوض³⁷

علامہ ابن نجیمؒ اس اصول کے ضمن میں اپنی کتاب "البحر الرائق" میں یہ مسئلہ ذکر فرماتے ہیں:

"اگر کسی شخص نے کپڑا بچکا کہ وہ کپڑا ہروی ہے پھر بائع اور مشتری میں ہروی ہونے پر اختلاف ہوا تو بائع کی بات مانی جائے گی کیونکہ گویا مشتری نے خریدتے وقت کپڑے کے ہروی ہونے کا اقرار کیا تھا، پس کپڑے کا ہروی ہونا یقینی ہو گیا اور یقین شک سے ختم نہیں ہوگا۔"

شك انھا ثانیۃ الوتر او ثالثۃ قنت وقعد ثم صلی اخری وقت ایضا فی الاصح³⁸

علامہ علاؤ الدین حصکفیؒ اپنی کتاب "در مختار" میں اسی اصول کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

"اگر امام کو شک ہوا کہ وتر کی دوسری یا تیسری رکعت ہے اور امام نے قنوت پڑھی اور قعدے میں بیٹھ گئے پھر ایک اور رکعت پڑھ لی اور قنوت بھی پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی کیونکہ دور رکعت کا یقین تھا اور یقین شک سے زائل نہیں ہوگا۔"

الرابعة: قدمنا انه لو شك هل كبر للافتتاح، او لا، ... عن الظهيرية مع ما فيه من الاختلاف³⁹

اگر امام کو نماز کے دوران شک ہوا کہ تکبیر تحریمہ کہی ہے یا کہ نہیں کہی یا وہ پاک ہے کہ ناپاک یا اسے نجاست لگی ہوئی ہے یا کہ نہیں یا سر کا مسح کیا ہے یا کہ نہیں تو اگر پہلی دفعہ یہ معاملہ ہوا ہے تو دوبارہ نماز شروع سے پڑھے گا اور اگر پہلے بھی ہوا ہے تو پھر یہی نماز ٹھیک ہوگی کیونکہ گزشتہ تمام اشیاء مشکوک ہو گئیں اور طہارت یقینی تھی لہذا یقین شک سے زائل نہیں ہوگا۔

او تسحر" ای اكل السحور بفتح السين اسم للمأكول في السحر ... فلا يخرج بالشك⁴⁰

"اگر کسی شخص نے سحری کھالی یا جماع کیا کہ اسے طلوع فجر میں شک تھا جبکہ طلوع فجر ہو چکا تھا تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے کیونکہ اصل یہ ہے کہ رات کا باقی ہونا یقینی اور دن کا شروع ہونا مشکوک ہے لہذا یقین شک سے زائل نہیں ہوگا۔"

واختلف ولو شك في اركان الحج، وظاهر الرواية البناء على الاقل، وعليك بالاشباه في قاعدة: اليقين لا يزول بالشك⁴¹

"اگر حاجی کو ارکان حج کی تعداد میں شک ہوا کہ کتنے رکن ادا کئے ہیں تو کم سے کم معلوم ارکان کو شمار کیا جائے گا کیونکہ کم سے کم کا یقین ہے اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔"

ولو اختلف الامام والقوم فلو الامام على يقين لم ... اليقين لا يزول بالشك⁴²

علامہ ابن عابدینؒ اپنی کتاب "رد المختار" میں اسی مسئلے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اگر امام اور مقتدیوں میں اختلاف ہو گیا تو امام کو اگر یقین ہے کہ نماز مکمل ہو گئی تو اعادہ نہیں ہوگا کیونکہ یقین شک سے ختم نہیں ہوگا۔"

"اگر امام کو شک ہوا کہ وتر کی دوسری رکعت پڑھی ہے یا تیسری رکعت پڑھی ہے اور امام نے قنوت پڑھی اور قعدے میں بیٹھ گئے پھر ایک اور رکعت پڑھ لی اور قنوت بھی پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی کیونکہ دور رکعت کا یقین تھا اور یقین شک سے زائل نہیں ہوگا۔"

"اگر امام کو دوران نماز شک ہوا کہ تکبیر تحریمہ کہی ہے یا کہ نہیں کہی، وہ پاک ہے کہ ناپاک یا اسے نجاست لگی ہوئی ہے یا کہ نہیں، سر کا مسح کیا ہے یا کہ نہیں تو اگر پہلی دفعہ یہ معاملہ ہوا ہے تو دوبارہ نماز شروع سے پڑھے گا اور اگر پہلے بھی ہوا ہے تو پھر یہی نماز ٹھیک ہوگی کیونکہ گزشتہ تمام اشیاء مشکوک ہو گئیں اور طہارت یقینی تھی لہذا یقین شک سے زائل نہیں ہوگا۔"

"اگر حاجی کو ارکان حج کی تعداد میں شک ہوا کہ کتنے رکن ادا کئے ہیں تو کم سے کم معلوم ارکان کو شمار کیا جائے گا کیونکہ کم سے کم کا یقین ہے اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔"

ونظير هذه المسألة ما لو تنجس بعض الثوب فغسل طرفا منه ... اليقين لا يزول بالشك⁴³

"اگر کپڑے کا کچھ حصہ ناپاک ہو گیا اور بندے نے کپڑے کی ایک طرف کو دھویا تو بھی ان کپڑوں میں نماز درست ہو جائے گی جب تک نجاست یقینی طور پر باقی نہ ہو چونکہ کپڑے کا نجس ہونا مشکوک ہے اور پاک ہونا یقینی تھا لہذا یقین شک سے زائل نہ ہوگا۔"

خلاصہ

زیر بحث قاعدہ فقہی اعتبار سے نہایت مفید اور بہت سے اہم اور مشکل فقہی مسائل کے حل میں کار آمد ہے، اس قاعدے کو ام القواعد میں شمار کیا گیا ہے، تقریباً تین چوتھائی مسائل فقہیہ اس قاعدہ کی روشنی میں مستنبط کیے گئے ہیں جیسے علامہ جلال الدین السیوطیؒ نے "الأشباہ" میں ذکر کیا ہے جمہور آئمہ اور مجتہدین اس کے قائل ہیں کہ یقینی اور حتمی امور کو شکوک و شبہات کی وجہ سے چھوڑا نہیں جاسکتا۔ اور یہ قاعدہ قرآن و سنت سے براہ راست ثابت ہے اور دور حاضر میں پیش آنے والے نئے مسائل بھی اس قاعدے کی مدد سے حل کیے جاسکتے ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

- 1 محمد عبدالرؤف المناوی، التعاریف 1 : 569، دار الفکر، بیروت، 1410ھ
Mohammad Abdul Raouf Al-Manawi, Al-Ta'reef, Darul Fikar, Beirut, 1410 H, Vol: 1, Page: 569
- 2 ابن منظور افریقی، لسان العرب 3 : 357، دار صادر، بیروت، 1420ھ
Ibn Munzoor Afriqi, Lisanul Arab, Dar Sadir, Beirut, 1420 H, Vol: 3, Page: 357
- 3 عبدالقادر الرازی، مختار الصحاح 1 : 560، مکتبۃ لبنان، بیروت، 1415ھ
Abdul Qadir Al-Razi, Mukhtarul Sihah, Maktaba Lebanon, Beirut, 1415 H, Vo: 1, Page: 560
- 4 مرتضیٰ الزبیدی، تاج العروس 9 : 49، دار الہدایہ، بیروت، 1900ء
Murtaza Al-Zubaidi, Tajul Aroos, Darul Hidayah, Beirut, 1900, Vol: 9, Page: 49
- 5 سورة الشعراء 26: 16
- 6 علی حیدر آفندی، درر الحکام، دار الکتب العلمیہ، 1432ھ
Ali Haider Afundi, Durrul Hukkam, Darul Kutub Al-Ilmiya, 1432 H
- 7 مصطفیٰ احمد الزرقاء، المدخل الفقہی 2 : 947، دار القلم، دمشق، 2004ء
Mustafa Ahmd Al-Zurqa, Al-Mudkhil Al-Fiqhi, Darul Qalam, Damascus, 2004, Vol: 2, Page: 947

- 8 ڈاکٹر محمود احمد غازی، قواعد کلیہ اور ان کا آغاز و ارتقاء: 11، دارالہدایہ، بیروت، 1900ء
Dr. Mehmood Ahmad Ghazi, Qawaed Kulliyya, Darul Hidayah, Beirut, 1900,
Page: 11
- 9 سورۃ الحج 99: 99
Surah Al-Hijar 15: 99
- 10 سورۃ النجم 53: 28
Surah Al-Najm 53: 28
- 11 سورۃ یونس 10: 36
Surah Younas 10: 36
- 12 سورۃ التوبہ 9: 45
Surah Al-Touba 9: 45
- 13 سورۃ النور 24: 2
Surah Al-Noor 24: 2
- 14 سورۃ النور 24: 4
Surah Al-Noor 24: 4
- 15 امام بخاری، صحیح بخاری، حدیث (137) دار طوق النجاة، 1422ھ
Imam Bukhari, Sahih Bukhari, Dar Tauq Al-Nijat, 1422 H, Hadith (137)
- 16 امام مسلم، صحیح مسلم، حدیث (1272) دار طوق النجاة، 1423ھ
Imam Muslim, Sahih Muslim, Dar Tauq Al-Nijat, 1423 H, Hadith (1272)
- 17 صحیح مسلم، حدیث (803)
Sahih Muslim, Hadith (803)
- 18 امام ترمذی، سنن ترمذی، حدیث (2518) دارالحیئل، 1395ھ
Imam Tirmidi, Sunan Tirmidi, Darul Jeel, 1395 H, Hadith (2518)
- 19 معمر بن راشد الأزری، الجامع معمر بن راشد 2: 157، المجلس العلمی پاکستان، 1403ھ
Moammar bin Rashid, Al-Jamio Moammar bin Rashid, Al-Mujlisul Ilmi,
Pakistan, 1403 H, Vol: 2, Page: 157
- 20 علامہ السرخسی، المبسوط 1: 86، دارالمعرفہ، بیروت، 1993ء
Allama Al-Surkhsi, Al-Mubsoot, Darul Ma'rifa, Beirut, 1993, Vol: 1, Page: 86
- 21 نفس مصدر

Ibid

- 22 علامہ کاسانی، بدائع الصنائع 1: 33، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1986ء
Allama Kasani, Badi'ul Sanaie, Darul Kutab Al-Ilmiya, Beirut, 1986, Vol:1, Page: 33
- 23 المبسوط 1 : 48
Al.Mubsoot, Vol:1, Page: 48
- 24 صحیح مسلم، حدیث (4265)
Sahih Muslim, Hadith (4265)
- 25 برہان الدین، ہدایہ 1: 25 دار احیاء التراث، بیروت، 1425ھ
Burhan Uddin, Hidayah, Dar Ahyal Turath, Beirut, 1425 H, Vol:1, Page: 25
- 26 جمال الدین الرومی، العنایۃ 1: 106، دار الفکر، بیروت، 1988ء
Jamal Uddin Romi, Al-Inaya, Darul Fikar, Beirut, 1988, Vol:1, Page: 106
- 27 بدر الدین عینی، البنایہ 4: 101، دارالکتب العلمیہ، 2000ء
Badrudhin Aini, Al-Binaya, Darul Kutb Al-Ilmiya, 2000, Vol: 4, Page: 101
- 28 ابن نجیم المصری، البحر الرائق 1: 34، دارالکتب الاسلامی، قاہرہ، 2000ء
Ibn Nujeem Al-Misri, Al-Bahrul Raieq, Darul Kutub Al-Islami, Cario, 2000, Vol: 1, Page: 34
- 29 المبسوط 1: 121
Al.Mubsoot, Vol:1, Page: 121
- 30 بدائع الصنائع 1: 73
Badi'ul Sanaie, Vol:1, Page: 73
- 31 البحر الرائق 1: 130
Al-Bahrul Raieq, Vol:1, Page: 73
- 32 علاء الدین حصکفی، الدر المختار: 101، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 2002ء
Allouddin Haskafi, Al-Durrul Mukhtar, Darul Kutub Al-Ilmiya, Beirut, 2002, Page: 101
- 33 البحر الرائق 1: 227
Al-Bahrul Raieq, Vol:1, Page: 73
- 34 البنایۃ 1: 461

Al-Binaya, Vol: 1, Page: 461

35 برہان الدین حنفی، المحيط البرہانی فی الفقہ النعمانی 6: 398، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 2004ء

Burahn Uddin Hanafi, Al-Muheet Al-Burhani, Darul Kutub Al-Ilmiya, Beirut, 2004, Vol:6, Page: 398

36 اسماعیل طحطاوی، حاشیہ الطحطاوی: 88، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1997ء

Ismail Tahtavi, Hashiya Al-Tahtawi, Darul Kutub Al-Ilmiya, Beirut, 1997, Page: 88

37 البحر الرائق 6: 26

Al-Bahrul Raieq, Vol:1, Page: 73

38 الدر المختار: 101

Al-Dural Mukhtar, Page: 101

39 شہاب الدین الحسینی، غمزیون البصائر 1: 238، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1985ء

Shahab Uddin Al-Husaini, Ghaz Uoyun Al-Basaier, Darul Kutub Al-Ilmiya, Beirut, 1985, Vol: 1, Page: 238

40 حاشیہ الطحطاوی: 675

Hashiya Al-Tahtawi, Page: 675

41 الدر المختار: 101

Al-Dural Mukhtar, Page: 101

42 ابن عابدین دمشقی، رد المحتار 2: 94، دارالفکر، بیروت، 1992ء

Ibn Abideen Dimishqi, Raddul Muhtar, Darul Fikar, Beirut, 1992, Vol:2, Page: 94

43 نفس مصدر 4: 130

Ibid, Vol: 4, Page: 130